الحاج ڈاکٹر مظفر احمد ظفر صاحب نائب امیر حاضرین جلسہ سالانہ منعقدہ ۲۳، ۲۴ اور ۲۵ جون ۹۵ء کو
منٹگمری کاؤنٹی میری لینڈ کی طرف سے دیا جانے والا PROCLAMATION دکھا رہے ہیں ۔

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by the **Ahmadiyya Movement in Islam,** Inc.
15000 Good Hope Road • Silver Spring, MD 20905 • Tel: (301) 879-0110
Printed and distributed by the Malook Enterprises, Inc., Michigan

Ahmadiyya Movement in Islam, I
P. O. Box 681
GRAND BLANC, MI 48439

Address Correction Requested

جلسہ سالانہ منعقدہ ۲۳، ۲۴ اور ۲۵ جون سنہ ۹۵ کے دوران باوجود بارش کے خدام الاحمدیہ وقارِ عمل میں مصروف ہے

قرآن مجید

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

(سورۃ البقرۃ ۲۶۶)

اور جو لوگ اپنے مال اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لیے خرچ کرتے ہیں اُن (کے خرچ) کی حالت اُس باغ کی حالت کے مشابہ ہے جو اونچی جگہ پر ہو (اور اس پر تیز بارش ہوئی ہو جس (کی وجہ) سے وہ اپنا پھل دو چند لایا ہو۔ اور اس کی یہ کیفیت ہو کہ) اگر اُس پر زور کی بارش نہ پڑے تو تھوڑی سی بارش ہی (اس کے لیے کافی ہو جائے) اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

حدیث

— عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ اَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِيَ النَّاسُ، فَقَالَ، اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِيْمَا فِيْ اَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّوْكَ

(ابن ماجہ، باب الزھد فی الدنیا)

حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا کام بتائیے کہ جب میں اُسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ بھی مجھے چاہنے لگیں۔ آپؐ نے فرمایا: دُنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی خواہش چھوڑ دو۔ لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔

تشریح

یہ حدیث گویا کہ دنیا کی خوشیاں حاصل کرنے کا نہایت عمدہ نسخہ ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ دنیا سے تعلق نہ جوڑو یہ بالکل عارضی مقام ہے یہاں ایک مسافر کی طرح زندگی گزارو۔ یہ ایک آزمودہ نسخہ ہے کہ جتنا دنیا کے پیچھے بھاگو گے یہ اسی قدر آگے چلتی چلی جائے گی۔ اگر تم نے اسے ترک کر دیا تو یہ خود تمہارے پیچھے آئے گی اور یہی خوشیوں کے حصول کا نسخہ ہے۔ آنحضرت صلعم نے رہبانیت سے منع فرمایا۔ مگر دنیا میں رہ کر دنیا کو ترک کرو۔ خواہشات کو کم سے کم کرو۔ دوسروں کے آرام کو اپنے آرام پر مقدم کرو۔ پھر لوگوں میں مقبول اور ہر دلعزیز ہونے کا نسخہ بتایا کہ جو دوسروں کے پاس ہے اس کی خواہش نہ کرو۔ لوگ تم سے حسد نہ کریں گے۔ نفرت نہ کریں گے اور یوں نفرت کی بجائے لوگوں کی محبت تم سے بڑھے گی اور تم ان میں مقبول ہو جاؤ گے۔

اگست ۱۹۹۵ء
ظہور ۱۳۷۴ ہش

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"پس جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہے جو ان آفتوں کے دنوں میں میری روح اس کی شفاعت کرے گی۔ سو اے وے تمام لوگو جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالےٰ کو دیکھتے ہو۔ اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے۔ اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی۔ اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے، نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔"

کشتی نوح ص ۱۴

بوسنیا بوسنیا
بوسنیا زندہ باد

منظوم کلام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(جلسہ سالانہ جرمنی - ۲۸ - اگست ۱۹۹۴ء)

(۱)

تو خوں میں نہاتے ہوئے ٹیلوں کا وطن ہے
گل رنگ شفق - قرمزی جھیلوں کا وطن ہے
خوں بار بلکتے ہوئے جھرنوں کی زمیں ہے
نوخیز جواں سال قتیلوں کا وطن ہے
اِک دن تیرے مقتل میں بہے گا دمِ جلاد
اے بوسنیا، بوسنیا
بوسنیا! زندہ باد

(۲)

قبروں میں پڑے عرش نشینوں کی قسم ہے
رولے ہوئے مٹی میں، نگینوں کی قسم ہے
بہنوں کی اُمنگوں کے، دفینوں کی قسم ہے
ماؤں کے سلگتے ہوئے، سینوں کی قسم ہے
ہو جائیں گے آنگن ترے اُجڑے ہوئے آباد
اے بوسنیا، بوسنیا
بوسنیا، زندہ باد

(۳)

اے وائے وہ سر جن کی اُتاری گئی چادر
پابستہ پدر اور پسر - جن کے برابر
ہوتی رہی رُسوا کہیں دختر کہیں مادر
دیکھے ہیں تیری آنکھ نے وہ ظلم کہ جن پر
پتھر بھی، زباں ہوں تو، کرنے لگیں فریاد
اے بوسنیا، بوسنیا
بوسنیا! زندہ باد

(۴)

چھٹ جائیں گے اک روز مظالم کے اندھیرے
لہرائیں گے ہر آنکھ میں گلرنگ سویرے
صبحوں کے اُجالوں سے لکھیں گے ترے نغمے
سر پر ترے باندھیں گے فتوحات کے سہرے
اللہ کی رحمت سے سب ہو جائیں گے دلشاد
اے بوسنیا بوسنیا!
بوسنیا! زندہ باد!

(۵)

سینوں پہ رقم ہیں تری عظمت کے فسانے
گاتی ہیں زبانیں تری سطوت کے ترانے
اُترے گا خدا جب تری تقدیر بنانے
مٹ جائیں گے، نکلے جو ترا نام مٹانے
جس جس نے اجاڑا تجھے ہو جائے گا برباد
اے بوسنیا بوسنیا
بوسنیا زندہ باد

(۶)

تُو اپنے حسین خوابوں کی تعبیر بھی دیکھے
اک تازہ نئی صبح کی تنویر بھی دیکھے
جو سینۂ شمشیر کو بھی چیر کے رکھ دے
دُنیا ترے ہاتھوں میں وہ شمشیر بھی دیکھے
پیدا ہوں نئے حامیٔ دیں - دشمنِ الحاد
اے بوسنیا، بوسنیا
بوسنیا، زندہ باد

نصیر احمد قمر، لندن

ہستئ باری تعالیٰ

از روئے صفتِ تکلّم

خدا پر خدا سے یقین آتا ہے   وہ باتوں سے ذات اپنی سمجھاتا ہے

دنیا اس وقت فسق و فجور اور معصیت میں مبتلا ہے۔ بے امنی، فساد، بے چینی اور انتشار میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ خوفناک تباہیاں انسان کے سر پر منڈلا رہی ہیں اور آج کا مادہ پرست نادان انسان ہر لمحہ و ہر آن ظلم اور فساد اور گناہوں میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔

ایسا کیوں ہے؟ — اس لئے کہ وہ اس بات سے غافل ہے کہ اس کا ایک خالق و مالک، قادر و توانا حیّ و قیّوم خدا ہے جو اس کی تمام حرکات و سکنات پر نظر رکھتا ہے۔ آج دنیا کو ہر قسم کے ظلم اور فساد اور گناہ سے پاک کرنے اور حقیقی امن اور پاکیزگی قائم کرنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے کی طرف لوٹے۔ اس پر زندہ اور کامل یقین ہی انسان کو ہلاکتوں سے بچا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"انسان گناہ کی مہلک زہر سے کسی طرح بچ نہیں سکتا جب تک اسکو اس کامل اور زندہ خدا پر پورا یقین نہ ہو اور جبتک معلوم نہ ہو کہ وہ خدا ہے جو مجرم کو سزا دیتا ہے اور راستباز کو ہمیشہ کی خوشی پہنچاتا ہے۔ یہ عام طور پر ہر روز دیکھا جاتا ہے کہ جب کسی چیز کے مہلک ہونے پر کسی کو یقین آجائے تو پھر وہ شخص اس چیز کے نزدیک نہیں جاتا۔ مثلاً کوئی شخص عمداً زہر نہیں کھاتا۔ کوئی شخص شیرِ خونخوار کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا اور کوئی شخص عمداً سانپ کے سوراخ میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ پھر عمداً گناہ کیوں کرتا ہے؟۔

اس کا یہی باعث ہے کہ وہ یقین اسکو حاصل نہیں جو ان دوسری چیزوں پر حاصل ہے۔ پس سب سے مقدّم انسان کا یہ فرض ہے کہ خدا پر یقین حاصل کرے اور اس مذہب کو اختیار کرے جس کے ذریعہ سے یہ یقین حاصل ہو سکتا ہے تا وہ خدا سے ڈرے اور گناہ سے بچے۔"

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۴۷)

"...سو یہ مذہب اسلام ہے۔ وہ خدا جو پوشیدہ اور نہاں در نہاں ہے اُسی مذہب کے ذریعہ سے اسکا پتہ لگتا ہے اور اسی مذہب کے حقیقی پیرووں پر وہ ظاہر ہوتا ہے جو درحقیقت سچا مذہب ہے۔ سچے مذہب پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور خدا اس کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے کہ مَیں موجود ہوں۔

..... خدا شناسی ایک نہایت مشکل کام ہے۔ دنیا کے حکیموں اور فلاسفروں کا کام نہیں ہے جو خدا کا پتہ لگاویں کیونکہ زمین و آسمان کو دیکھ کر صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس ترتیب محکم اور ابلغ کا کوئی صانع ہونا چاہیئے مگر یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے۔ اور ہونا چاہیئے اور ہے میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔

پس اس وجود کا واقعی طور پر پتہ دینے والا صرف قرآن شریف ہے جو صرف خدا شناسی کی تاکید نہیں کرتا بلکہ آپ دکھلا دیتا ہے اور کوئی کتاب آسمان کے نیچے ایسی نہیں کہ اس پوشیدہ وجود کا پتہ دے۔

(چشمہ مسیحی، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۵۱، ۳۵۲)

"..... باوجودیکہ ہمارے اس زمانہ میں ہزارہا مذہب پھیل رہے ہیں مگر بجز اسلام کے ہر ایک مذہب صرف اپنی خشک منطق سے خدا کو ثابت کرنا چاہتا ہے۔ یہ نہیں کہ خدا اُس مذہب کے پیرووں پر اپنا چہرہ آپ ظاہر کرے۔ پس دوسرے مذاہب گویا اپنے خدا پر احسان کر رہے ہیں کہ اس کے گم گشتہ وجود کا محض اپنے زورِ بازو سے پتہ لگانا چاہتے ہیں مگر طالب حق ایسے پرمیشر یا خدا سے تسلّی نہیں پا سکتا جس پر اس قدر کمزوری اور ناتوانی غالب ہے کہ ایک بیجان چیز کی طرح اپنے ظہور اور بروز میں دوسرے کے ہاتھ کا محتاج ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک خدا اپنے وجود کا آپ پتہ نہ دے اور اپنی اَنَا الْمَوْجُوْد کی آواز سے اپنی ہستی کو آپ ظاہر نہ کرے تب تک انسان کا صرف اپنا یک طرفہ خیال ...... کہ خدا موجود ہے کب کسی دل کو پورے یقین تک پہنچا سکتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تمام اعمال حسنہ کی بنیاد یقین ہے اور یقین ہی کے پاک چشمہ سے نیک اعمال نشو و نما پاتے ہیں۔ خدا کا وجود ایسا عمیق در عمیق اور نہاں در نہاں ہے کہ بجز خدا کے ہی ہاتھ کے جلوہ نما نہیں ہو سکتا۔"

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۱۱)

"..... اور خدا کی ہستی کے ماننے کیلئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات

اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے اور وہ
نہاں در نہاں اسرار، جن کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے
بالاتر ہے، اپنے مقربوں پر ظاہر کر دیتا ہے۔ کیونکہ انسان کیلئے
کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آئندہ زمانہ کی ایسی پوشیدہ اور
انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اس کو مل سکیں۔ اور بلاشبہ یہ
بالکل سچ ہے کہ غیب کے واقعات اور غیب کی خبریں بالخصوص جن
کے ساتھ قدرت اور حکم ہے ایسے امور ہیں جن کے حاصل کرنے
پر کسی طور سے انسانی طاقت خود بخود قادر نہیں ہو سکتی۔"

(تریاق القلوب - روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۲)

سرِّ سربستہ و ورائے وراء
کہ کشاید بدونِ وحیٔ خدا
رازِ ذاتِ نہاں کہ گوید باز
جُز خدائیکہ ہست محرم راز

"...... غرض تمام برکات اور یقین کی کُنجی وہ کلامِ قطعی اور یقینی ہے
جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بندہ پر نازل ہوتا ہے۔ جب خدائے
ذوالجلال کسی اپنے بندہ کو اپنی طرف کھینچتا ہے تو اپنا کلام اُس پر
نازل کرتا ہے اور اپنے مکالمات کا اس کو شرف بخشتا ہے اور
اپنے خارق عادت نشانوں سے اس کو تسلّی دیتا ہے اور ہر ایک
پہلو سے اس پر ثابت کر دیتا ہے کہ وہ اس کا کلام ہے تب
وہ کلام قائمقام دیدار کا ہو جاتا ہے اس روز انسان سمجھتا
ہے کہ خدا ہے کیونکہ اَنَا الْمَوْجُود کی آواز سنتا ہے۔"

(نزول المسیح - روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۳)

خدا پر خدا سے یقین آتا ہے
وہ باتوں سے ذات اپنی سمجھاتا ہے

اس میں کچھ شک نہیں کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا
شاہد ہے۔ چشمۂ خورشید میں اُسی کی موجیں مشہود ہیں، ہر ستارے میں اُسی
کی چمکار کا تماشا ہے، خوبرویوں میں اُسی کا حُسن جلوہ کناں ہے اور
اس کائنات میں ہر لمحہ و ہر آن ظاہر ہونیوالی خدا تعالیٰ کی لاتعداد صفات
و تجلّیات اس کے وجود کی گواہ ہیں لیکن اُس کی صفتِ تکلّم ان سب پر
حاوی اور غالب ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ صفتِ تکلّم ہی وہ عظیم الشان صفت
ہے جو اُس پاک ذات کی اعلیٰ درجہ کی صفات سے پردہ اُٹھاتی ہے اور اس
کی عظیم الشّان تجلّیات کو دنیا پر ظاہر کرتی ہے اور شاید یہ کہنا بے جا نہ ہوگا
کہ اُس کی صفات میں ظہور کے لحاظ سے سب سے اوّل اسی صفت کا ظہور
ہوا اور اُس نے اپنے ایک کلمہ "کُنْ" کے ساتھ اس وسیع و عریض اور
نہایت درجہ محکم اور بے نظیر کائنات کو وجود بخشا۔

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں :-
...... اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی ہم پر کھول دیا ہے کہ سورج
وغیرہ بذاتِ خود کچھ چیز نہیں۔ یہ اُسی کی طاقت زبردست ہے
جو پردہ میں ہر کام کر رہی ہے۔ وہی ہے جو چاند کو پردہ پوش
اپنی ذات کا بنا کر اندھیری راتوں کو روشنی بخشتا ہے جیسا کہ وہ
تاریک دلوں میں داخل ہو کر ان کو منوّر کر دیتا ہے اور آپ
انسان کے اندر بولتا ہے۔ وہی ہے جو اپنی طاقتوں پر سورج کا
پردہ ڈال کر دن کو ایک عظیم الشان روشنی کا مظہر بنا دیتا ہے اور
مختلف فصلوں میں مختلف اپنے کام ظاہر کرتا ہے۔
اُسی کی طاقت آسمان سے برستی ہے جو مینہ کہلاتی ہے
اور خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے۔
اُسی کی طاقت آگ میں ہو کر جلاتی ہے اور ہوا میں ہو کر
دم کو تازہ کرتی ہے اور پھولوں کو شگفتہ کرتی اور بادلوں کو
اٹھاتی اور آواز کو کانوں تک پہنچاتی ہے۔
یہ اُسی کی طاقت ہے کہ زمین کی شکل میں مجسّم ہو کر نوعِ
انسان اور حیوانات کو اپنی پُشت پر اُٹھا رہی ہے۔
مگر کیا یہ چیزیں خدا ہیں۔؟ نہیں، بلکہ مخلوق۔ مگر ان کے
اَجرام میں خدا کی طاقت ایسے طور سے پیوست ہو رہی ہے
کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ ملا ہوا ہے۔ اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ
قلم لکھتی ہے۔ مگر قلم نہیں لکھتی بلکہ ہاتھ لکھتا ہے۔ یا مثلاً ایک
لوہے کا ٹکڑا جو آگ میں پڑ کر آگ کی شکل بن گیا ہے ہم کہہ
سکتے ہیں کہ وہ جلاتا ہے اور روشنی بھی دیتا ہے مگر دراصل وہ
صفات اس کی نہیں بلکہ آگ کی ہیں۔
اسی طرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی سچ ہے کہ جس قدر اجرام
فلکی و عناصر ارضی بلکہ ذرّہ ذرّہ عالم سفلی و علوی کا مشہود اور
محسوس ہے، یہ سب باعتبار اپنی مختلف خاصیتوں کے جو
اِن میں پائی جاتی ہیں، خدا کے نام ہیں اور خدا کی صفات ہیں اور
خدا کی طاقت ہیں جو ان کے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور
یہ سب ابتدا میں اُسی کے کلمے تھے جو اسی کی قدرت نے
اُن کو مختلف رنگوں کو ظاہر کر دیا۔ نادان سوال کریگا کہ خدا کے
جلوے کیونکر مجسّم ہوئے۔؟ کیا خدا ان کے علیحدہ ہونے سے
کم ہو گیا۔؟ مگر اس کو سوچنا چاہیئے کہ آفتاب سے جو ایک
شیشی آگ حاصل کرتی ہے وہ آگ آفتاب سے کچھ کم نہیں
کرتی۔ ایسا ہی جو کچھ چاند کی تاثیر سے پھلوں میں فربہی آتی ہے
وہ چاند کو دُبلا نہیں کر دیتی۔
یہی خدا کی معرفت کا بھید اور تمام روحانی امور کا مرکز
ہے کہ خدا کے کلمات سے ہی دنیا کی پیدائش ہے۔"

(نسیم دعوت ، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۲۳، ۴۲۴)

ہمہ عالم گواہ آلایش
ابلہ منکر زوحی و القایش

صرف یہی نہیں کہ اس کائنات کا آغاز خدا کے کلام سے ہوا اور اس کے
کلمات سے یہ دنیا وجود میں آئی بلکہ وہی ہے جو ربّ العالمین ہے اور قیّوم العالمین
ہے۔ اس کا اپنی مخلوق سے زندہ تعلق قائم ہے اور وہی ہے جو ہر ایک امر کا
انتظام کرتا ہے اور نظامِ کائنات کو کنٹرول کرتا ہے۔
اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :-
اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ

اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ط

تمہارا رب یقیناً اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ وقتوں میں پیدا کیا۔ پھر وہ عرش پر قرار فرما ہوا وہ ہر امر کا انتظام کرتا ہے۔ (سورۃ یونس : ۴)

اور سورہ ہود میں فرمایا :-

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ.

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ وقتوں میں پیدا کیا ہے۔ اور اس کا عرش پانی پر ہے۔ (سورۃ ھود : ۸)

قرآن کریم میں متعدد جگہ کلام الٰہی کو پانی سے مشابہت دی گئی ہے کیونکہ جسطرح پانی پر جسمانی زندگی کی بنیاد ہے اسی طرح روحانی حیات خدا تعالیٰ کے کلام پر منحصر ہے۔ اور کَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ کہہ کر خدا تعالیٰ نے اپنی صفات کا ظہور کلام الٰہی سے وابستہ فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہی ہے جو آسمان سے زمین تک ہر امر کا انتظام فرماتا ہے۔ ہوائیں وہی چلاتا ہے، بادل وہی برساتا ہے۔ سمندر میں کشتیاں اُسی کے حکم سے چلتی ہیں، ہر قسم کی نباتات اسی کے حکم سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے اور ایک پتہ بھی اس کے حکم کے بغیر نہیں گرتا اور جیسا کہ اس نے فرمایا ہے۔ "كَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ" ان تمام صفات کا ظہور کلام الٰہی سے وابستہ ہے اور اس کے سارے نظام حکومت کی بنیاد وحی والہام پر ہے۔ وہ آسمان کی طرف بھی وحی کرتا ہے اور زمین کی طرف بھی، فرشتوں سے بھی کلام فرماتا ہے اور انسانوں سے بھی، مردوں سے بھی اور عورتوں سے بھی، شہد کی مکھی بھی اس کی وحی سے حصہ پاتی ہے اور درختوں کے پتے بھی۔ الغرض زمین و آسمان میں کوئی کام اس کے حکم کے بغیر نہیں ہوتا۔ دوا اُسی کے حکم سے شفا دیتی ہے اور دعا اُسی کے حکم سے غیر ممکن کو ممکن بنا دیتی ہے۔ آگ اس کے حکم کے بغیر جلا نہیں سکتی۔ جیسے مثلاً جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق کے دشمنوں نے آگ میں ڈالا تو خدا نے آگ کو جو طبعی طور پر جلانے کی خاصیت رکھتی ہے، آسمان سے وحی کی اور فرمایا

یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ۔ (الانبیاء : ۷۰)

چنانچہ اس آگ نے خدا کی آواز کو سنا اور اس پر لبیک کہا اور وہ بجائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے ان کیلئے ٹھنڈی ہو گئی اور سلامتی کا موجب بن گئی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"...... یہ طبعی سلسلہ خود بخود نہیں بلکہ ان چیزوں کے تمام ذرات خدا کی آواز سنتے ہیں اور اس کے فرشتے ہیں یعنی اس کی طرف سے ایک کام کیلئے مقرر شدہ ہیں۔ پس وہ کام اس کی مرضی کے موافق وہ کرتے رہتے ہیں۔ سونے کے ذرات سونا بناتے رہتے ہیں اور چاندی کے ذرات چاندی بناتے رہتے ہیں اور موتی کے ذرات موتی بناتے ہیں اور انسانی وجود کے ذرات ماؤں کے پیٹ میں انسانی بچہ تیار کرتے ہیں اور یہ ذرات خود بخود کچھ بھی کام نہیں کرتے بلکہ خدا کی آواز سنتے ہیں اور اس کی مرضی کے موافق کام کرتے ہیں۔"

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۶۲، ۴۶۳)

الغرض خدا تعالیٰ کا کلام اس کثرت سے دنیا پر جلوہ فرما ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝

تو انہیں کہہ (کہ) اگر (ہر ایک) سمندر میرے رب کی باتوں (کے لکھنے) کیلئے روشنائی بن جاتا تو میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے (ہر ایک) سمندر (کا پانی) ختم ہو جاتا گو (اسے) زیادہ کرنے کیلئے ہم اتنا (ہی) اور (پانی سمندر میں) لا ڈالتے۔ (الکہف : ۱۱۰)

اسی طرح فرمایا :-

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝

اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں اُن کی قلمیں بن جائیں اور سمندر سیاہی سے بھرا ہوا ہو۔ اس طرح کہ سات اور سیاہی کے سمندر اس میں ملا دیئے جائیں تو بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ اللہ یقیناً غالب (اور) بڑی حکمتوں والا ہے۔ (لقمان : ۲۸)

خدا تعالیٰ کی ذات عمیق در عمیق اور نہاں در نہاں ہے۔ "لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ" انسانی نظریں اسے نہیں پا سکتیں کیونکہ وہ "اللَّطِیْفُ" ہے۔ "وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ" وہ خود انسانی نگاہوں تک پہنچتا ہے وہ "الْخَبِیْرُ" ہے۔ الہام کے ذریعہ اپنے وجود سے متعلق آپ خبر دیتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"ازمنۂ سابقہ میں بھی جب کسی نے خدا کے نام اور اسکی صفات کاملہ سے پوری پوری واقفیت حاصل کی تو الہام ہی کے ذریعہ سے کی اور عقل کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں بھی توحید الٰہی شائع نہ ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ جس جگہ الہام نہ پہنچا اس جگہ کے لوگ خدا کے نام سے بے خبر اور حیوانات کی طرح بے تمیز اور بے تہذیب رہے۔"

(براھین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول حاشیہ صفحہ ۲۲۹)

ہر کہ حق را یافت از الہام یافت
ہر رُخے کہ تافت از الہام تافت

الغرض خدا شناسی کی ابتداء الہام ہی سے ہوئی اور ہمیشہ توحید الٰہی صرف الہام کے ذریعہ سے پھیلتی رہی ہے اور معرفتِ الٰہی کے طالبوں کے لئے قدیم سے یہی دروازہ کھلا رہا ہے۔ اور یہی وہ بنیادی حقیقت ہے جو سلسلہ وحی و الہام کے جاری و ساری رہنے کی ضرورت کو ثابت کرتی ہے۔

دیگر این است نیز ہم برہاں
بر ضرورات وحیٔ آں رحماں
کہ چنیں شہرت خدائے یگاں
ہرگز از جہدِ عقل ھا نتواں
گر نہ گفتے خدا انا الموجود
چوں فتادے جہاں برش بسجود
ایں ہمہ شور ہستیٔ آں یار
کہ از د عالم ست عاشقِ زار
خود بینداخت آں خدائے جہاں
نہ بشر کرد بر سرش احساں

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن: ۲۷) یعنی وہ (خدا) اپنی مخفی در مخفی، نہاں در نہاں اور وراء الوراء ذات (اور صفات) کا حقیقی اور کامل اظہار صرف اسی پر کرتا ہے جسے وہ رسالت کے لئے پسند کر لیتا ہے۔ وہ اس سے بکثرت کلام فرماتا ہے۔ وہ اُسے کثرت کے ساتھ ایسے امور غیبیہ پر اطلاع بخشتا ہے جن کا حاصل کرنا انسان کے بس میں نہیں ہے۔ وہ اسے ایسے علوم عطا فرماتا ہے جن سے فرشتے بھی واقف نہیں ہوتے اور وہ "سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا" کا اقرار کرتے ہیں۔ وہ اپنے نبی کی معجزانہ تائیدات اور نصرت کے عظیم الشان نشان ظاہر فرماتا ہے اور خدا کے پاک نبیوں کی پیشگوئیاں دنیا میں آفتاب کی طرح ظاہر ہو کر زندہ خدا کی ہستی کا تازہ بتازہ ثبوت بہم پہنچاتی ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"...... بات یہ ہے کہ ایک طرف تو حضرت احدیّت جلشانہٗ کی ذات نہایت درجہ استغناء اور بے نیازی میں پڑی ہے۔ اس کو کسی کی ہدایت اور ضلالت کی پرواہ نہیں اور دوسری طرف وہ بالطبع یہ بھی تقاضا فرماتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے اور اس کی رحمتِ ازلی سے لوگ فائدہ اٹھاویں۔ پس وہ ایسے دل پر جو اہل زمین کے تمام دلوں میں سے محبت اور قُربِ او سبحانہٗ کا حاصل کرنے کیلئے کمال درجہ پر فطرتی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور نیز کمال درجہ کی ہمدردی بنی نوع کی اس کی فطرت میں ہے، تجلی فرماتا ہے اور اس پر اپنی ہستی اور صفات ازلیہ ابدیہ کے انوار ظاہر کرتا ہے اور اس طرح وہ خاص اور اعلیٰ فطرت کا آدمی جس کو دوسرے لفظوں میں نبی کہتے ہیں اس کی طرف کھینچا جاتا ہے۔

پھر وہ نبی بوجہ اسکے کہ ہمدردی بنی نوع کا اس کے دل میں کمال درجہ پر جوش ہوتا ہے، اپنی روحانی توجہات اور تضرع اور انکسار سے یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا جو اس پر ظاہر ہوا ہے دوسرے لوگ بھی اس کو شناخت کریں اور نجات پاویں اور وہ دلی خواہش سے اپنے وجود کی قربانی خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس تمنّا سے کہ لوگ زندہ ہو جائیں کئی موتیں اپنے لئے قبول کر لیتا ہے اور بڑے مجاہدات میں اپنے تئیں ڈالتا ہے جیسا کہ اس آیت میں اشارہ ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ تب اگرچہ خدا مخلوق سے بے نیاز اور مستغنی ہے مگر اس کے دائمی غم اور حزن اور کرب و قلق اور تذلّل اور نیستی اور نہایت درجہ کے صدق اور صفا پر نظر کر کے مخلوق کے مستعد دلوں پر اپنے نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کر دیتا ہے اور اس کی پُرجوش دعاؤں کی تحریک سے جو آسمان پر ایک صعبناک شور ڈالتی ہیں خدا تعالیٰ کے نشان زمین پر بارش کی طرح برستے ہیں اور عظیم الشان خوارق دنیا کے لوگوں کو دکھلائے جاتے ہیں جن سے دنیا دیکھ لیتی ہے کہ خدا ہے اور خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷)

"یاد رہے کہ خدا کے وجود کا پتہ دینے والے اور اس کے واحد لاشریک ہونے کا علم لوگوں کو سکھانے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں اور اگر یہ مقدس لوگ دنیا میں نہ آتے تو صراطِ مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک ممتنع اور محال امر تھا۔ اگرچہ زمین و آسمان پر غور کر کے اور ان کی ترتیب ابلغ اور محکم پر نظر ڈال کر ایک صحیح الفطرت اور سلیم العقل انسان دریافت کر سکتا ہے کہ اس کارخانہ پُرحکمت کا بنانے والا کوئی ضرور ہونا چاہیئے لیکن اس فقرہ میں کہ ضرور ہونا چاہیئے اور اس فقرہ میں کہ واقعی وہ موجود ہے، بہت فرق ہے۔

واقعی وجود پر اطلاع دینے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں جنہوں نے ہزارہا نشانوں اور معجزات سے دنیا پر ثابت کر دیا کہ وہ ذات، جو مخفی در مخفی اور تمام طاقتوں کی جامع ہے، درحقیقت موجود ہے۔

اور سچ تو یہ ہے کہ اسقدر عقل بھی کہ نظامِ عالم کو دیکھ کر صانعِ حقیقی کی ضرورت محسوس ہو، یہ مرتبہ عقل بھی نبوت کی شعاعوں سے ہی مستفیض ہے۔ اگر انبیاء علیہم السلام کا وجود نہ ہوتا تو اِسقدر عقل بھی کسی کو حاصل نہ ہوتی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگرچہ زمین کے نیچے پانی بھی ہے مگر اس پانی کا بقا اور وجود آسمانی پانی سے وابستہ ہے۔ جب کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ آسمان سے پانی نہیں برستا تو زمینی پانی بھی خشک ہو جاتے ہیں اور جب آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین میں بھی پانی جوش مارتا ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے آنے سے عقلیں تیز ہو جاتی ہیں اور عقل جو زمینی پانی ہے اپنی حالت میں ترقی کرتی ہے اور پھر جب ایک مدت دراز اس بات پر گزرتی ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوتا تو عقلوں کا زمینی پانی گندہ اور کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دنیا میں بُت پرستی اور شرک اور ہر ایک قسم کی بدی پھیل جاتی ہے۔ پس جس طرح سے آنکھ میں ایک روشنی ہے اور وہ باوجود اس روشنی کے پھر بھی آفتاب کی محتاج ہے اسی طرح دنیا کی عقلیں جو آنکھ سے مشابہ ہیں ہمیشہ آفتابِ نبوت کی محتاج رہتی ہیں اور جبھی کہ وہ آفتاب پوشیدہ ہو جائے ان میں فی الفور کدورت اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیا تم صرف آنکھ سے کچھ دیکھ سکتے ہو۔؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح تم بغیر نبوت کی روشنی کے بھی کچھ نہیں دیکھ سکتے۔

پس چونکہ قدیم سے اور جب سے کہ دُنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا شناخت کرنا نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہے اس لئے یہ خود غیر ممکن اور محال ہے کہ بجز ذریعہ نبی کے توحید مل سکے۔ نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے۔ اسی طرح آئینہ کے ذریعہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے۔ جب خدا تعالےٰ اپنے تئیں دُنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو نبی کو جو اس کی قدرتوں کا مظہر ہے دنیا میں بھیجتا ہے اور اپنی وحی اس پر نازل کرتا ہے اور اپنی ربوبیت کی طاقتیں اس کے ذریعہ دکھلاتا ہے تب دنیا کو پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔

پس جن لوگوں کا وجود ضروری طور پر خدا کے قدیم قانونِ ازلی کے
رُو سے خدا شناسی کے لئے ذریعہ مقرر ہو چکا ہے ان پر ایمان لانا
توحید کی ایک جزو ہے اور بجز اس ایمان کے توحید کامل نہیں ہو سکتی
کیونکہ ممکن نہیں کہ بغیر اُن آسمانی نشانوں اور قدرت نما عجائبات
کے جو نبی دکھلاتے ہیں اور معرفت تک پہنچاتے ہیں، وہ خالص
توحید جو چشمۂ یقینِ کامل سے پیدا ہوتی ہے میسّر آسکے۔
وہی ایک قوم ہے جو خُدا نما ہے جن کے ذریعہ سے وہ
خدا جس کا وجود دقیق در دقیق اور مخفی در مخفی اور غیب الغیب ہے
ظاہر ہوتا ہے اور ہمیشہ سے وہ کنزِ مخفی جس کا نام خدا ہے
نبیوں کے ذریعہ سے ہی شناخت کیا گیا ہے۔ ورنہ وہ توحید جو
خدا کے نزدیک توحید کہلاتی ہے جس پر عملی رنگ کامل طور پر چڑھا ہوا
ہوتا ہے، اس کا حاصل ہونا بغیر نبی کے جیسا کہ خلاف عقل ہے ویسا
ہی خلافِ تجارب سالکین ہے۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ ص۱۱۴ تا ۱۱۶)

الغرض،

"...... راستباز کی معجزانہ زندگی واقعی طور پر اور مشاہدہ کے پیرایہ
میں خدائے تعالیٰ کی ہستی کو دکھلاتی ہے کیونکہ راستباز اپنی سب
ابتدائی حالت میں ایک ذرّہ بے مقدار کی طرح ہوتا ہے یا ایک رائی
کے بیج کی طرح جس کو ایک کسان نے بویا، اور نہایت ذلیل حالت
میں پڑا ہوا ہوتا ہے تب وحی کے ذریعہ سے خدا دنیا کو اطلاع دیتا ہے کہ
دیکھو میں اس کو بناؤں گا، میں ستاروں کی طرح اس میں چمک ڈالوں
گا اور آسمان کی طرح اس کو بلند کروں گا اور ایک ذرّہ کو ایک
پہاڑ کی طرح کر دکھاؤں گا۔

پھر بعد اس کے باوجود اس بات کے کہ دنیا کے تمام شریر
چاہتے ہیں کہ وہ ارادۂ الٰہی معرضِ التوا میں رہے اور ناخنوں تک
زور لگاتے ہیں کہ وہ امر ہونے نہ پائے مگر وہ رُک نہیں سکتا جب
تک پورا نہ ہو اور خدا کا ہاتھ سب روکوں کو دور کر کے اس کو پورا
کرتا ہے، وہ ایک گمنام کو ایسی شہرت دیتا ہے کہ کبھی اس کے
باپ دادوں کو نصیب نہ ہوئی، وہ ہر میدان میں اس کا ہاتھ پکڑتا
ہے اور ہر ایک جنگ میں اس کو فتح دیتا ہے اور ایک دنیا کو اس کا
غلام کرتا ہے اور لاکھوں انسانوں کو اس کی طرف کھینچ لاتا ہے
اور اس کی تعلیم ان کے دلوں میں بٹھا دیتا ہے اور روح القدس
سے ان کی مدد کرتا ہے، وہ اس کے دشمنوں کا دشمن اور اس کے
دوستوں کا دوست ہو جاتا ہے اور اس کے دشمن سے وہ آپ
لڑتا ہے۔

...... راستباز کی معجزانہ زندگی آسمان و زمین سے زیادہ
خدائے تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرتی ہے کیونکہ لوگوں نے
زمین و آسمان کو بچشم خود خدا کے ہاتھ سے بنتے نہیں دیکھا لیکن وہ
بچشم خود دیکھ لیتے ہیں کہ خدا راستباز کے اقبال کی عمارت
کو اپنے ہاتھ سے بناتا ہے......

پس یہ نشان حق کے طالبوں کو حق الیقین تک پہنچاتا ہے اور
وہ خدائے تعالیٰ کے وجود پر ایک قطعی دلیل ہوتی ہے مگر ان کیلئے
جو خدائے تعالیٰ کے طالب ہیں اور تکبر نہیں کرتے اور حق پا کر انکسار
سے قبول کر لیتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ونصرت الحق، روحانی خزائن جلد ۲۱ ص۳۹، ۴۰)

اگرچہ خدا تعالیٰ کا کلام ہر لحظہ اس کائنات پر جلوہ فرما ہے اور زمین و آسمان
کی ہر شئے کی طرف اس کی وحی جاری ہے لیکن ہر چیز اپنے اپنے ظرف اور
دائرہ استعداد فطرت کے مطابق اس وحی سے حصہ پاتی ہے۔ شہد کی مکھی اپنے
دائرۂ استعداد کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے، ملائکہ اپنے حسب مراتب
اور انسان اپنے ظرف کے مطابق اس کلام سے حصہ پاتا ہے۔ اسی حقیقت کیطرف
اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔

"اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا (الرعد: ۱۸)

یعنی خدا نے آسمان سے پانی (اپنا کلام) اتارا سو اس پانی سے ہر
ایک وادی اپنی قدر کے موافق بہہ نکلی یعنی ہر ایک کو اس میں سے اپنی
طبیعت اور خیال اور لیاقت کے موافق حصہ ملا۔"

اور جیسا کہ یہ امر معروف اور معلوم ہے کہ تمام انسان اپنے دائرہ استعداد
فطرت کے لحاظ سے برابر نہیں ہیں اسی طرح سب کے سب قبولِ فیوضِ کلام الٰہی
میں بھی ایک ہی مقام پر نہیں ہو سکتے کہ وہ لوگ بھی جنکا خدا تعالیٰ سے کامل تعلق ہوتا
ہے اور وہ کامل اور مصفّا الہام پاتے ہیں بسبب طبعی تفاوت دائرہ استعداد،
خدا تعالیٰ کے کلام سے فیضیاب ہونیکے لحاظ سے، مختلف درجات و مراتب پر
فائز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ
اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ

یہ (مذکورہ بالا) رسول وہ ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر
فضیلت بخشی تھی۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جن سے اللہ نے کلام
کیا۔ اور ان میں سے بعض کے (فقط) درجات بلند کئے۔ (البقرہ: ۲۵۴)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ ہر ایک کی استعداد فطرت کے موافق اپنا چہرہ اس کو
دکھا دیتا ہے اور فطرتوں کی کمی بیشی کی وجہ سے وہ چہرہ کہیں چھوٹا
ہو جاتا ہے اور کہیں بڑا۔ جیسے مثلاً ایک بڑا چہرہ ایک آرسی کے
شیشہ میں نہایت چھوٹا معلوم ہوتا ہے مگر وہی چہرہ ایک بڑے
شیشہ میں بڑا دکھائی دیتا ہے۔ مگر شیشہ خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا چہرہ
کے تمام اعضاء اور نقوش دکھا دیتا ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ چھوٹا
شیشہ پورا مقدار چہرہ کا دکھلا نہیں سکتا۔ سو جس طرح چھوٹے اور
بڑے شیشہ میں یہ کمی بیشی پائی جاتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کی
ذات اگرچہ قدیم اور غیر متبدّل ہے مگر انسانی استعداد کے لحاظ
سے اس میں تبدیلیاں ہوتی ہیں اور اس قدر فرق نمودار ہو جاتے
ہیں کہ گویا اظہار صفات کے لحاظ سے جو زید کا خدا ہے اُس سے
بڑھ کر وہ ہے جو خالد کا خدا ہے۔ مگر خدا تین نہیں، خدا ایک
ہی ہے صرف تجلیات مختلفہ کیوجہ سے اس کی شانیں
مختلف طور پر ظاہر ہوتی ہیں جیسا کہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ایک ہی ہے ۔ خدا تین نہیں ہیں ۔ مگر مختلف تجلیات کی رُو سے اُسی ایک خدا میں تین شانیں ظاہر ہوگئیں ۔ چونکہ موسیٰؑ کی ہمت صرف بنی اسرائیل اور فرعون تک ہی محدود تھی اسلئے موسیٰؑ پر تجلّیٔ قدرتِ الٰہی اُسی حد تک محدود رہی ۔ اور اگر موسیٰ کی نظر اُس زمانہ اور آئندہ کے زمانوں کے تمام بنی آدم پر ہوتی تو توریت کی تعلیم بھی ایسی محدود اور ناقص نہ ہوتی جو اَب ہے ۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰؑ کی ہمت صرف یہود کے چند فرقوں تک محدود تھی جو ان کی نظر کے سامنے تھے اور دوسری قوموں اور آئندہ زمانہ کے ساتھ ان کی ہمدردی کا کچھ تعلق نہ تھا اس لئے قدرتِ الٰہی کی تجلّی بھی ان کے مذہب میں اسی حد تک محدود رہی جس قدر ان کی ہمت تھی اور آئندہ الہام اور وحی الٰہی پر مُہر لگ گئی ۔"

(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۲۸ ۔ ۲۹)

لیکن :۔

" جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اسکی نظر محدود نہ تھی اور اس کی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی اس لئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اُس کو ملا اور وہ خاتم الانبیاء بنے ۔"

(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۲۹ ۔ ۳۰)

پس :۔

" ..... اس میں شک نہیں کہ توحید اور خدا دانی کی متاع رسول کے دامن سے ہی دُنیا کو ملتی ہے بغیر اس کے ہرگز نہیں مل سکتی ۔ اور اس امر میں سب سے اعلیٰ نمونہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلایا کہ ایک قوم جو نجاست پر بیٹھی ہوئی تھی ان کو نجاست سے اٹھا کر گلزار میں پہنچا دیا اور وہ جو روحانی بھوک اور پیاس سے مرنے لگے تھے ان کے آگے روحانی اعلیٰ درجہ کی غذائیں اور شیریں شربت رکھ دیئے ۔ ان کو وحشیانہ حالت سے انسان بنایا ، پھر معمولی انسان سے مہذب انسان بنایا ، پھر مہذب انسان سے کامل انسان بنایا اور اس قدر ان کے لئے نشان ظاہر کئے کہ انکو خدا دکھلا دیا اور ان میں ایسی تبدیلی پیدا کردی کہ انہوں نے فرشتوں سے ہاتھ جا ملائے ۔ یہ تاثیر کسی اور نبی سے اپنی اُمّت کی نسبت ظہور میں نہ آئی ..... ۔

وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا ۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اسکی جان گداز ہوئی ۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اسکی زندگی میں اس کو دیں ۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار اِفاضہ اُسکے کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذرّیت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کُنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے ۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ۔ ہم کافرِ نعمت ہونگے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحیدِ حقیقی ہم نے اس نبیؐ کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبیؐ کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبیؐ کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے ۔"

(حقیقۃ الوحی ، روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۱۱۸ تا ۱۱۱)

اگرچہ خدا تعالیٰ قدیم سے انبیاء و رسل اور راستبازوں پر اپنے کلام کے ذریعہ اپنے وجود کو ظاہر فرماتا رہا ہے لیکن اس کی صفت تکلّم کی نہایت درجہ عظیم الشان ، ارفع و اعلیٰ اور اکمل و اتمّ تجلّی اس کا وہ مقدّس ، لاریب اور بے نظیر کلام ہے جو انسان کامل ، نبیوں کے سردار ، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوُا ، اور جو قرآن مجید کی صورت میں ہمارے ہاتھوں میں ہے ۔ یہی ہے جو ہدایت کا آفتاب اور نورِ مُبین اور "خدا کا وجود دکھلانے کیلئے ایک آئینہ ہے ۔"

یہ پاک کلام اپنی نہایت درجہ پر حکمت اور بے نظیر فصاحت و بلاغت ، اعلیٰ درجہ کے حقائق و دقائق ضروریہ کے بیان ، اظہارِ امور غیبیہ ، تاثیرات و برکاتِ روحانیہ اور انسانی طاقتوں سے بالا اور برتر ہونے کے اعتبار سے خدا تعالےٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے کیونکہ جس طرح خدا تعالےٰ بے مثل و مانند اور اس کی مصنوعات و مخلوقات کی نظیر لانے سے انسان قاصر ہے اسی طرح یہ کلام بھی بے مثل اور بے نظیر ہے اور منجانب اللہ ہونے اور واحد و لاشریک خدا کی ہستی کا محکم ثبوت ہے ۔

بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیوں کر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

یہ کلام مجید نہ صرف یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگوں کیلئے خدا تعالےٰ کی ہستی کا ایک زبردست ثبوت تھا اور اِس مبارک کلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہزارہا لوگوں کو زندہ خدا کی معرفت عطا کی اور انہیں باخدا اور خدا نما انسان بنا دیا بلکہ اس وقت سے لیکر آجتک یہ عظیم الشان کلامِ الٰہی کروڑہا بندوں کو معرفتِ الٰہی کے شیریں جام بخشتا آیا ہے ۔ اور ہر دور اور ہر زمانہ میں اسکی عظیم الشان پیشگوئیاں نصف النہار کی طرح پوری ہو کر اسکی صداقت اور ایک عالم الغیب ، زبردست قدرتوں اور طاقتوں کے مالک وراء الوریٰ خدا کی ہستی کا ثبوت فراہم کرتی چلی جارہی ہیں ۔

اس پاک کلام کی مثال تو اس مضبوط جڑھوں والے درخت کی سی ہے جس کی شاخیں آسمان میں ہوں اور جو ہر دور اور ہر زمانہ اور ہر مقام میں اپنے رب کے حکم سے اس کی معرفت کے تازہ اور لذیذ اور شیریں پھل دیتا ہو ۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو اس دنیا میں ہمیشہ "قولِ ثابت" کے ذریعہ استحکام بخشتا ہے ۔ اور آج بھی جو لوگ صدقِ دل سے "رَبُّنَا اللّٰہ"

کہتے اور پھر فوق الکرامت استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں، ان پر آسمان سے
فرشتے نازل ہوتے ہیں جو انہیں ہر قسم کے خوف اور حزن سے حفاظت کا
یقین دلاتے اور موعود جنت کی بشارات سے نوازتے ہیں۔

الغرض قرآن شریف میں

"ایک زبردست طاقت ہے جو اپنے پیروی کرنیوالوں
کو ظنی معرفت سے یقینی معرفت تک پہنچاتی ہے اور وہ یہ کہ
جب ایک انسان کامل طور پر اسکی پیروی کرتا ہے تو خدائی
طاقت کے نمونے معجزہ کے رنگ میں اس کو دکھائے جاتے ہیں
اور خدا اس سے کلام کرتا ہے اور اپنے کلام کے ذریعہ غیبی امور
پر اسکو اطلاع دیتا ہے۔"

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۴۰۲، ۴۰۳)

پس سچ ہے

؎ قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

مگر افسوس کہ بعض مسلمان اپنی نادانی سے خیال کرتے ہیں کہ گویا اب خدا
تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے کلام کرنا بند کر دیا ہے اور امت محمدیہ، جو خیر امت کہلاتی
ہے، اُسکی ہستی کے اس قطعی اور یقینی ثبوت سے قیامت تک کیلئے محروم کر دی
گئی ہے اور وہ خدا جس نے انسان کو قوت گویائی بخشی ہے، نعوذ باللہ، خود اس
طاقت کو کھو بیٹھا ہے اور اس میں نطق کی طاقت نہیں رہی یا وہ بخیل ہو گیا ہے جو
اس امت کو، خود ہی خیر الامم قرار دینے کے بعد، اپنے اس اعلیٰ درجہ کے فیضان
سے قیامت تک کیلئے محروم کر دیا ہے۔ بھلا اگر وہ اب کلام نہیں کرتا اور اپنے مضطر
بندوں کی دعا قبول نہیں کرتا اور ان کی پکار کا جواب نہیں دیتا اور مصیبت کیوقت
میں ان کی درد بھری فریادوں پر اُن کی مدد کو نہیں آتا تو اس بات کا کیا ثبوت
ہے کہ وہ سمیع بھی ہے اور علیم بھی اور ولی بھی ہے اور مجیب بھی۔ اور ایسی صورت
میں اسکی ہستی کی کیا دلیل باقی رہ جاتی ہے۔

؎ ہے غضب کہتے ہیں اب وحیٔ خدا مفقود ہے
اب قیامت تک ہے اس امت کا قصوں پر مدار
یہ عقیدہ برخلافِ گفتۂ دادار ہے
پر اُتارے کون برسوں کا گلے سے اپنے ہار
وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار
گوہرِ وحیٔ خدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر
اک یہی دیں کیلئے ہے جائے عز و افتخار
یہ وہ ہے مفتاح جس سے آسماں کے در کھلیں
یہ وہ آئینہ ہے جس سے دیکھ لیں روئے نگار

حقیقت یہ ہے کہ:۔

"قرآن شریف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کے سلسلہ کو بند نہیں کرتا
جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ
یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ (المومن : ۱۶)
یعنی خدا جس پر چاہتا ہے اپنا کلام نازل کرتا ہے۔
اور فرماتا ہے کہ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (یونس: ۶۵)
یعنی مومنوں کے لئے مبشر الہام باقی رہ گئے ہیں۔"

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۱۹۸)

الغرض

"...... اسلام کی حقیقت اور حقانیت کی اول نشانی یہی ہے کہ
اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہو پیدا
ہوتے ہیں تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا
وَلَا تَحْزَنُوْا۔ سو یہی معیار حقیقی، سچے اور زندہ اور مقبول
مذہب کی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ نور صرف اسلام میں ہے۔"

(حجۃ الاسلام)

"خدا کا نام مُلْہِم اور مُنَزِّلُ الْوَحْی بھی ہے اور خدا کی صفت
کی نسبت تعطل اور بیکاری جائز نہیں بلکہ جیسا کہ جسمانی تربیت
کے لحاظ سے خدا ہمیشہ رزّاق ہے ایسا ہی اس کا روحانی رزق بھی
روحانی تربیت کیلئے کبھی منقطع نہیں ہوتا۔"

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۸۰)

"اور جیسا کہ انسان اُس روٹی سے جی نہیں سکتا کہ کسی وقت
اُس نے پہلے زمانہ میں کھائی تھی بلکہ ہمیشہ اس کو بھوک کے وقت
ایک تازہ روٹی کی ضرورت ہے ایسا ہی انسان کو ضرورت کے زمانہ
میں تازہ وحی اور الہام کی ضرورت ہے تا اس کے ذریعہ سے تکمیل
معرفت ہو۔" (چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۷۹-۸۰)

"پھر جبکہ خدا تعالیٰ کا جسمانی قانون قدرت ہمارے لئے اب بھی
وہی موجود ہے جو پہلے تھا تو پھر روحانی قانون قدرت اس زمانہ میں
کیوں بدل گیا؟ نہیں ہرگز نہیں بدلا۔ پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ
وحیٔ الٰہی پر آئندہ کیلئے مُہر لگ گئی ہے وہ سخت غلطی پر ہیں۔ ہاں
خدا کے احکام جو امر اور نہی کے متعلق ہیں وہ عبث طور پر نازل نہیں
ہوتے بلکہ ضرورت کے وقت خدا کی نئی شریعت نازل ہوتی ہے۔
یعنی ایسے زمانہ میں نئی شریعت نازل ہوتی ہے جب کہ نوعِ انسان
پہلے زمانہ کی نسبت بدعقیدگی اور بدعملی میں بہت ترقی کر جائے اور
پہلی کتاب میں ان کیلئے کافی ہدایتیں نہ ہوں۔ لیکن یہ امر ثابت شدہ
ہے کہ قرآن شریف نے دین کے کامل کرنیکا حق ادا کر دیا ہے جیسا
کہ وہ خود فرماتا ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ
عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ
یعنی آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا ہے اور
اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور مَیں اسلام کو تمہارا دین مقرر
کر کے خوش ہوا۔

سو قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ
نہیں کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآن شریف
بیان کر چکا ہے صرف مکالماتِ الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے۔
اور وہ بھی خود بخود نہیں بلکہ سچے اور پاک مکالمات جو صریح اور
کھلے طور پر نصرتِ الٰہی کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں اور بہت سے امور
غیبیہ پر مشتمل ہوتے ہیں وہ بعد تزکیۂ نفس محض پیروی قرآن شریف
اور اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتے ہیں۔"

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۸۰)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس فیضانِ الٰہی کے استمرار اور اس سے فیضیاب ہونے کیطرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

"یہ مت خیال کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور روح القدس اب نہیں اتر سکتا بلکہ پہلے زمانوں میں ہی اتر چکا۔ اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے مگر روح القدس کے اترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا۔ تم اپنے دلوں کے دروازے کھول دو تا وہ اُن میں داخل ہو۔ تم آفتاب سے خود اپنے تئیں دور ڈالتے ہو جب کہ اس شعاع کے داخل ہونے کی کھڑکی کو خود بند کرتے ہو۔

اے نادان اُٹھ! اور اس کھڑکی کو کھول دے تب آفتاب خودبخود تیرے اندر داخل ہو جائے گا۔ جبکہ خدا نے دُنیا کے فیضوں کی راہیں اس زمانہ میں تم پر بند نہیں کیں بلکہ زیادہ کیں تو کیا تمہارا ظن ہے کہ آسمان کے فیوض کی راہیں جنکی اِس وقت تمہیں بہت ضرورت تھی وہ تم پر اُس نے بند کر دی ہیں؟ ۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ بہت صفائی سے وہ دروازہ کھولا گیا ہے۔"

(کشتی نوح ۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۴، ۲۵)

خدا تعالیٰ کا وہ قطعی اور غیر متبدّل کلام جس کے ذریعہ وہ ہمیشہ نبیوں کے واسطہ سے دنیا پر ظاہر ہوتا آیا ہے جو اس کے نبیوں کی صداقت اور خود اس کی ہستی کا قطعی اور یقینی اور بیّن اور واضح ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَإِ الْمُرْسَلِينَ ○

(الانعام: ۳۵)

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سے پہلے جب بھی ہم نے دنیا کو ضلالت و گمراہی سے بچانے اور گناہوں سے پاک کرنے کیلئے رسول بھیجے تو ہمیشہ ان کی تکذیب کی گئی اور باوجود اس کے کہ انہیں جھٹلایا گیا اور انہیں تکلیف پہنچائی گئی وہ ہمیشہ صبر ہی کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آگئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اور تیرے پاس رسولوں کی بعض خبریں یقیناً آچکی ہیں۔

اور سورۃ الصافات میں فرمایا۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ○
إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ○
وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ○

اور ہمارا فیصلہ ہمارے بندوں یعنی رسولوں کیلئے پہلے گذر چکا ہے۔ (جو یہ ہے) کہ ان کی مدد کی جائے گی۔
اور ہمارا لشکر (یعنی مومنوں کا گروہ) ہی غالب رہے گا۔

(الصافات: ۱۷۲-۱۷۴)

یہ وہ خدا تعالیٰ کا قطعی اور اٹل کلام ہے جس میں آپ کبھی بھی کوئی استثناء نہیں پائیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی زندگیاں اس کلامِ الٰہی کی صداقت پر گواہ ہیں۔

جہاں بھی اور جس زمانہ میں بھی دنیا کو گناہوں سے نجات دلانے اور زندہ خدا کو دنیا پر ظاہر کرنے کیلئے خدا کے انبیاء و مرسلین مبعوث ہوئے تو

★ (i)۔ ہمیشہ ایک گروہ نے ان کی مخالفت اور تکذیب کی۔ انہیں ساحر اور مجنون، کذّاب اور اشر، جھوٹا اور متکبّر اور دین سے برگشتہ کہا گیا۔ ان کی تبلیغ میں ہر ممکن رکاوٹ کھڑی کی اور انہیں نابود کرنے اور ایذا پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔

★ (ii)۔ اور یہ بھی اٹل اور غیر متبدّل سنّت ہے جو تمام انبیاء اور ان کے متبعین میں نظر آتی ہے کہ ہمیشہ انہوں نے ان تکالیف اور ایذا رسانیوں کے بالمقابل صبر سے کام لیا۔ گالیاں سُنیں اور دعائیں دیں۔ دکھ پایا اور دشمنوں کے آرام کے خواہاں ہوئے۔ ان کی تکذیب اور مخالفت انہیں اپنے مقصد سے باز نہ رکھ سکی بلکہ وہ فوق الکرامت صبر اور استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے آسمانی پیغام کی اشاعت اور تبلیغ میں مصروف رہے۔

★ (iii)۔ اور آپ اس بات میں بھی کہیں کوئی استثناء نہیں پائیں گے کہ ہمیشہ انجام کار خدا کے انبیاء و مرسلین ہی غالب آئے اور فتح و کامرانی ان کے حصہ میں آئی۔

قرآن مجید نے اس پہلو سے تفصیل کے ساتھ انبیاء علیہم السلام اور انکی اقوام کے حالات پر روشنی ڈالی ہے اور تاریخ انبیاء اس کلامِ الٰہی کی صداقت پر کھلی کھلی گواہ ہے۔ کیا نوح علیہ السلام کے زمانہ کی خبریں آپ تک نہیں پہنچیں؟۔ کیا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ آپ کو معلوم نہیں؟۔ کیا آپ قوم عاد اور ثمود اور مدین کے واقعات سے بیخبر ہیں؟۔ یا فرعونِ موسیٰ کی غرقابی کا واقعہ آپ کی نظروں سے اوجھل ہے؟۔ اور کیا آپ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کا کلام "لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي" (سورۃ مجادلہ آیت ۲۲) یعنی میں اور میرے رسول یقیناً ہمیشہ غالب آیا کرتے ہیں، سیّد ولدِ آدم خاتم النبیین حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ میں کس شان سے پورا ہوا!۔ وہ جو آپؐ کو ہلاک کرنا چاہتے تھے خود انہی کے مقدّر میں ہلاکت رکھ دی گئی۔ وہ جو آپؐ کی بربادی کے متمنّی تھے خود انہیں کے ہاتھ شَل کر دیئے گئے اور وہ جو آپؐ کی ذلت کے خواہاں تھے، ذلت و مسکنت ان کے حصہ میں آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے "إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا" (سورۃ المومن آیت ۵۲) کے خدائی کلام کے مطابق آپؐ اور آپؐ کے ساتھی مومن، میدان پر میدان مارتے اور منزل پر منزل فتح کرتے ہوئے ساری دنیا پر چھا گئے۔ انہوں نے باوجود نہتے اور کمزور ہونے کے طاقتوروں کو زیر کیا اور باوجود تھوڑے ہونے کے بہتوں کو شکست دی۔ یہ سب کچھ کسطرح اور کیونکر ہوا۔؟ کیا ایسا کرنا انسان کی طاقت میں تھا؟۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ سب خدا کے کلام کا نتیجہ تھا اور ان سب فتوحات و ترقیات اور غلبہ کے پیچھے دراصل اس قادر و توانا کا ہاتھ تھا جو سب سے اوپر اور سب پر غالب ہے اور جس کی شان یہ ہے کہ ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

پس۔

"...... ہم اس خدا کو سچّا خدا جانتے ہیں جس نے ایک مکّہ کے غریب و بےکس کو اپنا نبی بنا کر اپنی قدرت اور غلبہ کا جلوہ اُسی زمانہ میں تمام جہانوں کو دکھایا۔ یہانتک کہ جب شاہِ ایران نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کیلئے اپنے سپاہی بھیجے تو اس قادر خدا نے اپنے رسول کو فرمایا کہ سپاہیوں کو کہدے کہ آج رات کو میرے خدا نے تمہارے خداوند کو قتل کر دیا ہے۔"

(چشمۂ مسیحی، روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۳۵۳)

اسلام قصّوں اور کہانیوں کا مذہب نہیں بلکہ حق و صداقت کا علمبردار ایک زندہ مذہب ہے۔ "اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔" اور وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ امّتِ محمدیہ میں بیشمار ایسے بندگانِ خدا اور بنی اسرائیل کے نبیوں کے مشابہ ایسے علماء ربانی گزرے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے اپنے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف بخشا۔ ان پر غیب کی خبریں ظاہر کیں۔ ایسی خبریں جو انسانی دسترس سے برتر اور بالا تھیں اور پھر معجزانہ رنگ میں انہیں پورا فرما کر اپنی ہستی کو دنیا پر ثابت فرمایا۔ انہی راستبازوں میں سے ایک وہ بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل متابعت اور قرآن شریف کی برکت سے نبوّت کا مقام عطا ہوا۔ یعنی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے کثرت سے غیب کی خبریں ظاہر فرمائیں اور ہزارہا قسم کے تائیدی نشانات و معجزات سے نوازا تا دنیا کو اس وراء الوریٰ، حیّ و قیوم، قادر و توانا خدا کی ہستی پر زندہ اور کامل یقین حاصل ہو۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"..... وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا۔ وہ جیسا کہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوا اور ابتداء سے زمین کو تاریکی میں پا کر روشن کرتا آیا ہے اس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا بلکہ جب دنیا کو آسمانی روشنی سے دور پایا تب اُس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے منوّر کرے اور نئے نشان دکھلائے اور زمین کو روشن کرے۔ سو اُس نے مجھے بھیجا۔"

(تحفۂ قیصریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۳)

ع

آں خدائے کہ ازو اہل جہاں بے خبر اند
بر من جلوہ نمود ست گر اہلی بپذیر

اسی طرح آپ نے فرمایا۔

"...... جبکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ خدا میری دعائیں سُنتا اور بڑے بڑے نشان میرے لئے ظاہر کرتا اور مجھ سے ہمکلام ہوتا اور اپنے غیب کے اسرار پر مجھے اطلاع دیتا ہے اور دشمنوں کے مقابل پر اپنے قوی ہاتھ کیساتھ میری مدد کرتا ہے اور ہر میدان میں مجھے فتح بخشتا ہے تو میں ایسے قادر اور غالب خدا کو چھوڑ کر اسکی جگہ کس کو قبول کر لوں۔

میں اپنے پورے یقین سے جانتا ہوں کہ خدا وہی قادر خدا ہے جس نے میرے پر تجلّی فرمائی اور اپنے وجود سے اور اپنے کلام اور کلام سے مجھے اطلاع دی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ قدرتیں جو مَیں اُس سے دیکھتا ہوں اور وہ علمِ غیب جو میرے پر ظاہر کرتا ہے اور وہ قوی ہاتھ جس سے میں ہر خطرناک موقعہ پر مدد پاتا ہوں وہ اسی کامل اور سچے خدا کی صفات ہیں جس نے آدم کو پیدا کیا اور جو نوح پر ظاہر ہوا اور طوفان کا معجزہ دکھلایا۔ وہ وہی ہے جس نے موسیٰ کو مدد دی جبکہ فرعون اس کو ہلاک کرنے کو تھا۔ وہ وہی ہے جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سیّد الرسل کو کافروں اور مشرکوں کے منصوبہ سے بچا کر فتحِ کامل عطا فرمائی۔ اُسی نے اس آخری زمانہ میں میرے پر تجلّی فرمائی۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۹۸)

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن عظیم الشان امورِ غیبیہ پر اطلاع بخشی اور اپنی وحی و الہام کے ذریعہ مستقبل میں ظاہر ہونیوالے عظیم الشان تغیرات سے متعلق خبریں عطا فرمائیں۔ یہ خبریں اپنوں سے متعلق بھی تھیں اور غیروں سے متعلق بھی۔ دوستوں سے متعلق بھی تھیں اور دشمنوں سے متعلق بھی۔ اسلام و احمدیت کی ترقی اور غلبہ سے متعلق بھی تھیں اور عالمی تغیرات سے متعلق بھی۔ اور اس وقت سے آج تک یہ پیشگوئیاں اپنے اپنے وقت پر پوری ہو کر الہام و کلامِ الٰہی کی صداقت اور ایک عالم الغیب خدا کی ہستی کا زندہ اور تازہ بتازہ ثبوت فراہم کرتی چلی جارہی ہیں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"..... خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دیگا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کریگا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہانتک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔

.... سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔"

(تجلیاتِ الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۴۰۹)

زمانہ گواہ ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کا یہ کلام حرف بحرف پورا ہوا اور ہوتا چلا جا رہا ہے اور ہر آنے والا دن اس کلام خدا کی صداقت کو روشن سے روشن تر کرتا چلا جارہا ہے۔ باوجودیکہ آپ کے ان اعلانات پر ایک گروہ نے آپ کی مخالفت کی اور جیسا کہ تمام نبیوں سے ہوتا آیا ہے آپ کی تکذیب کی گئی۔ آپ کے خلاف تکفیر کا بازار گرم کیا گیا۔ نفرت کی آگیں بھڑکائی گئیں۔ قتل کے فتوے دیئے گئے۔ حکّام کو اکسایا گیا۔ مصائب کے زلزلے آئے۔ حوادث کی آندھیاں چلیں ہر قسم کی ایذا رسانی کی کوششیں کی گئیں۔ غرض دشمنی کے جوش میں جسقدر تدبیریں سوچی جاسکتی تھیں سوچی گئیں اور اس سلسلہ کے نابود کرنے

کیلئے ناخنوں تک زور لگایا گیا۔ انہوں نے چاہا کہ وہ خدا کے کلام کو بدل ڈالیں۔ یہ سب مخالفتیں اور روکیں ایک طرف تھیں اور اللہ تعالیٰ کا کلام ایک طرف تھا مگر کون ہے جو خدا کے کلام کو تبدیل کر سکے۔

باوجود مخالفوں کی اسی خواہش اور انتہائی کوشش کے کہ یہ تخم جو خدا کے ہاتھ سے بویا گیا ہے اندر ہی اندر نابود ہو جائے اور صفحۂ ہستی پر اسکا نام و نشان نہ رہے مگر وہ تخم بڑھا اور پھولا اور پھلا اور ایک درخت بنا اور اس کی شاخیں دور دور تک چلی گئیں اور اب وہ درخت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ لکھوکھہا پرندے اس پر آرام کر رہے ہیں اور باوجود سب انسانی مکر و فریب اور معاندانہ کارروائیوں اور ظلم و ستم کے خدا کا یہ کلام دن بدن زیادہ زور اور شدت کیساتھ دنیا پر غالب آتا جا رہا ہے۔ کیا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی یہ روز افزوں ترقی ایک علّام الغیوب، زندہ اور قادر و قیوم خدا کی ہستی کا زبردست ثبوت نہیں۔ !؟

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"... وہ شخص جو تن تنہا ایک تنگ صحن میں ٹہل ٹہل کر اپنے الہامات لکھ رہا تھا اور تمام دنیا میں اپنی قبولیت کی خبریں دے رہا تھا حالانکہ اُس وقت اُسے اس کے علاقے کے لوگ بھی نہیں جانتے تھے۔ باوجود سب روکوں کے اللہ تعالےٰ کی نصرت اور تائید سے اٹھا اور ایک بادل کی طرح گرجا۔ اور لوگوں کے دیکھتے دیکھتے حاسدوں اور دشمنوں کے کلیجوں کو چھلنی کرتا ہوا تمام آسمان پر چھا گیا۔ ہندوستان میں وہ برسا۔ سیلون میں وہ برسا۔ بخارا میں وہ برسا۔ مشرقی افریقہ میں وہ برسا۔ جزیرہ ماریشش میں وہ برسا۔ جنوبی افریقہ میں وہ برسا۔ مغربی افریقہ کے ممالک نائیجریا، گولڈ کوسٹ، سیرالیون میں وہ برسا، آسٹریلیا میں وہ برسا، انگلستان اور جرمن اور روس کے علاقوں کو اُس نے سیراب کیا اور امریکہ میں جا کر اس نے آب پاشی کی۔

آج دنیا کا کوئی برّ اعظم نہیں جس میں مسیح موعودؑ کی جماعت نہیں۔ اور کوئی مذہب نہیں جس میں سے اُس نے اپنا حصہ وصول نہیں کیا۔ مسیحی۔ ہندو، بدھ، پارسی، سکھ یہودی سب قوموں میں سے اُس کے ماننے والے موجود ہیں اور یورپین، امریکن افریقن اور ایشیا کے باشندے اس پر ایمان لائے ہیں۔ اگر جو کچھ اُس نے قبل از وقت بتا دیا تھا اللہ تعالیٰ کا کلام نہ تھا تو وہ کس طرح پورا ہو گیا؟" (دعوت الامیر)

کلام الٰہی کا فیض ایک زندہ اور جاری و ساری فیض ہے جو کبھی منقطع ہونے والا نہیں اور اسلام اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم کی پیروی کی برکت سے آج یہ فیض بڑی کثرت کے ساتھ سیّدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کے سچے غلاموں کو عطا ہوا ہے اور آج دنیا بھر میں کثرت سے ایسے احمدی موجود ہیں جنہیں خدا تعالےٰ ان کے صدق و صفا اور اخلاص و وفا کی وجہ سے اپنے کلام کے شرف سے نوازتا اور بڑی کثرت سے ان کی متضرعانہ دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ اور اپنی خدائی عظمت اور قدرت اور برہنہ کرشمہ کیساتھ ان پر تجلّی فرماتا ہے اور اپنے تازہ بتازہ تائیدی نشانات کے ساتھ اپنی ذاتِ اعلےٰ صفات پر ان کے یقین کو محکم سے محکم تر فرماتا چلا جاتا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :-

"..... اے پاکیزگی کے ڈھونڈنے والو! اگر تم چاہتے ہو کہ پاک دل بن کر زمین پر چلو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں تو تم یقین کی راہوں کو ڈھونڈو۔ اور اگر تمہیں اس منزل تک ابھی رسائی نہیں تو اُس شخص کا دامن پکڑو جس نے یقین کی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔

اور یہ کہ کیونکر یقین کی آنکھ سے خدا کو دیکھا جاوے اس کا جواب کوئی مجھ سے سُنے یا نہ سُنے مگر میں کہوں گا کہ اس یقین کے حاصل کرنے کا ذریعہ خدا کا زندہ کلام ہے جو زندہ نشان اپنے اندر اور اپنے ساتھ رکھتا ہے......

......کوئی معرفت خدا کے کلام کے بغیر کامل نہیں ہو سکتی خدا کا کلام بندہ اور خدا میں ایک دلّالہ ہے۔ وہ اترتا ہے اور خدا کا نور اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جس پر وہ اپنے پورے کرشمہ اور پوری تجلّی اور پوری خدائی عظمت اور قدرت اور برہنہ کرشمہ کے ساتھ اترتا ہے اس کو وہ آسمان پر لے جاتا ہے۔ غرض خدا تک پہنچنے کے لئے بجز خدا تعالیٰ کے کلام کے اور کوئی سبیل نہیں۔"

(نزول المسیح - روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۵، ۴۷۶)

نماز مع ترجمہ پڑھنے اور پڑھانے کے متعلق

احباب جماعت کو نماز مع ترجمہ سکھانے کے سلسلہ میں شعبہ تعلیم کی طرف سے کاموں کا آغاز کیا جا رہا ہے وما توفیقنا الا باللہ۔

اس ماہ کے گزٹ / النور میں نماز اردو اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے احباب اسے اپنے گھروں میں نمایاں جگہ پر آویزاں کر دیں اور اپنے بچوں کو اور احباب خانہ کو نماز سکھانے پر زور دیں۔

ہم مبلغین کرام سے درخواست کر رہے ہیں کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں ۳ - ۵ احباب منتخب کریں جنہیں نماز پوری طرح آتی ہو اور جو تدریس کا شوق رکھتے ہوں اور انکے نام خاکسار کو بھیج دیں۔ جو دوست اس سکیم میں شامل ہونے کے خواہشمند ہوں وہ اپنے علاقہ کے مبلغ سے رابطہ قائم فرمالیں۔ والسلام خاکسار منور احمد سعید سیکرٹری تعلیم

اعلان نکاح : سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مورخہ ۲۵ مئی ۹۵ء کو ناصر باغ (گروس گیراؤ جرمنی) میں نماز مغرب و عشاء کے بعد عزیزہ [illegible] بنت رفیق احمد خان ہمراہ مرزا تسنیم احمد صاحب ابن مکرم مرزا نعیم احمد صاحب مرحوم حق مہر پچیس ہزار ڈالر پر نکاح کا اعلان فرمایا اور انکے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کرائی۔

إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ط

سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔

اگر نماز دو رکعت ہے تو اس کے بعد درود شریف پڑھنے اور سلام پھیرنے سے پہلے کچھ اور دعائیں پڑھنے اور پہلے دائیں اور پھر بائیں طرف سلام کہتے ہوئے منہ پھیرے۔

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ

اے میرے اللہ تو محمدؐ اور آل محمدؐ

عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى

پر خاص فضل فرما۔ جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر خاص فضل نازل

اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ

فرمایا۔ یقیناً تو بے انتہا خوبیوں اور شان والا ہے۔ اے اللہ!

بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ

محمدؐ اور آل محمدؐ پر برکت نازل کر۔ جس طرح تو نے برکت نازل

عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ

کی ابراہیمؑ پر اور آل ابراہیمؑ پر۔ یقیناً تو

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

بے انتہا خوبیوں اور شان والا ہے۔

کچھ دعائیں

(۱) رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ

اے ہمارے رب ہم کو اس دنیا اور آخرت میں ہر قسم کی

فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

(۲) رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا

اے میرے رب مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنا۔

وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

اے ہمارے رب میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب میری اور میرے

يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ط

والدین اور تمام مومنوں کی بخشش فرما جس دن حساب ہونے لگے

سلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ ط

تم پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔

وتر تین ہوتے ہیں تیسری رکعت میں رکوع کے بعد دعائے قنوت بھی پڑھی جاتی ہے۔

دعائے قنوت

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ

اے اللہ ہم تجھی سے مدد چاہتے ہیں اور تجھی سے بخشش

وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ

چاہتے ہیں تجھ پر ایمان لاتے ہیں تجھ پر توکل کرتے ہیں اور تیری ثنا کرتے ہیں اچھائی

وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ

کیساتھ اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیرا کفر نہیں کرتے اور الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں تیرے

يَّفْجُرُكَ ط اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَ

نافرمان کو۔ اے اللہ ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے لئے نماز پڑھتے ہیں اور

إِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى

سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف دوڑتے ہیں اور خدمت کیلئے حاضر ہوتے ہیں اور تیری رحمت

عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ط

کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے

دعائے جنازہ

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا

اے اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو اور جو مرگئے اور جو حاضر ہیں اور جو

وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا ط اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا

موجود نہیں اور ہمارے چھوٹوں کو اور بڑوں کو اور ہمارے مردوں اور عورتوں کو۔ اے اللہ جسے تو

فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ

ہم سے زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ۔ اور جسے تو ہم میں سے وفات دے اسکو ایمان کیساتھ

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ ط

وفات دے۔ اے اللہ اسکے اجر و ثواب سے ہمیں محروم نہ رکھ اور اسکے بعد ہمیں کسی فتنہ میں نہ ڈال

دعائے جنازہ نابالغ بچگان

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّذُخْرًا وَّأَجْرًا ط

اے اللہ بنا اسکو ہمارے لئے پہلے جانیوالا ذریعہ آرام خیرا اور اجر

وضو کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

اے اللہ بنا مجھکو توبہ کرنیوالوں میں سے اور بنا مجھکو پاکیزگی اختیار کرنیوالوں میں سے

اذان سننے کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ

اے اللہ مالک اس پکار کامل کے۔ اور نماز

الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ

قائم ہونیوالی کے عطا فرما محمدؐ کو قرب اور بزرگی اور بلند درجہ

وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ط

اور اٹھا آپ کو مقام محمود میں جسکا تو نے وعدہ کیا ہے آپ سے یقیناً تو نہیں خلاف کرتا وعدہ کے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نماز باترجمہ

نیت نماز

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ

میں نے اپنے رُخ کو اس ذات کی طرف پھیرا جس نے آسمانوں

وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔

اور زمین کو بنایا خالص ہو کر اور نہیں ہوں میں مشرکین میں سے۔

ثناء

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ

اے اللہ تو ہر نقص سے پاک ہے تو تمام خوبیوں والا ہے

وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَیْرُكَ ط

تیرا نام برکت والا ہے اور بڑی ہے تیری شان اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے

تعوذ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں دھتکارے ہوئے شیطان سے

سورۃ الفاتحہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اللہ کا نام لیکر پڑھتا ہوں جو بے انتہا اور بار بار رحم کرنیوالا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

ہر حمد کے لائق جہانوں کا پروردگار اللہ ہی ہے۔ بے انتہا کرم کرنیوالا اور

الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاكَ نَعْبُدُ

بار بار رحم کرنیوالا ہے - جزا سزا کے دن کا مالک ہے - ہم تیری ہی عبادت

وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝

کرتے ہیں اور فقط تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ تو ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۝ غَیْرِ

ان کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا۔ جن پر نہ تیرا غضب

الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ (اٰمِیْن)

نازل ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔ اے اللہ تو یہ دعا قبول فرما۔

سورۃ الاخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بے انتہا اور بار بار رحم کرنیوالا ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ

تو کہہ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے۔ اللہ کے سب محتاج ہیں - نہ

یَلِدْ ۝ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اس کی صفات میں بھی کوئی اسکا شریک کار نہیں

اس کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط (اللہ بہت بڑا ہے) کہہ کر رکوع میں جائے اور تین دفعہ کہے:

رکوع کی تسبیح

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ط

پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا۔

پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ط (اللہ اسکی سنتا ہے جو اسکی حمد و ثنا کرتا ہے) کہتے ہوئے رکوع سے اٹھے اور کہے

اس کے بعد رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ط

اے ہمارے رب تیرے لئے ہی حمد و ثنا ہے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط (اللہ سب سے بڑا ہے) کہتے ہوئے سجدہ میں جائے اور تین دفعہ کہے

سجدہ کی تسبیح

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ط

پاک ہے میرا رب بلند شان والا

اس کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط (اللہ بہت بڑا ہے) کہہ کر بیٹھ جائے اور دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھے

دو سجدوں کی درمیانی دعا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ

اے میرے اللہ میری بخشش فرما۔

وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْفَعْنِیْ

اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے خیریت سے رکھ اور مجھے رفعت بخش

وَاجْبُرْنِیْ وَارْزُقْنِیْ

اور میرے نقصان کو پورا کر اور مجھے رزق دے

اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر دوسرا سجدہ کرے اور سجدہ کی تسبیح تین دفعہ پڑھے۔ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت سورۃ فاتحہ کی تلاوت سے شروع کرے اور رکوع وسجود کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھے۔

تشہد

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ

تمام زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں صرف اللہ کے حضور بجا لائی

وَالطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ

جاسکتی ہیں اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تجھ پر سلامتی ہو

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی

نیز اللہ کی رحمت اور اس کی برکات اور سلامتی ہم پر بھی اور اللہ کے

عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ ط اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ

نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو - میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے